قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 24 ستمبر 2021ء | 16 صفر 1443 ہجری قمری | 24 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:227

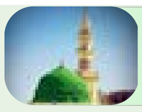

فرمانِ رسول ﷺ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قحط پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ! جانور مر گئے اور اہل وعیال دانوں کو ترس گئے۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے، اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح گھٹا اُمڈ آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ریش مبارک سے ٹپک رہا تھا۔ اس دن اس کے بعد اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ (دوسرے جمعہ کو) یہی دیہاتی پھر کھڑا ہوا یا کہا کہ کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! عمارتیں منہدم ہو گئیں اور جانور ڈوب گئے۔ آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ! اب دوسری طرف بارش برسا اور ہم سے روک دے۔ آپ ہاتھ سے بادل کے لیے جس طرف بھی اشارہ کرتے، ادھر مطلع صاف ہو جاتا۔ سارا مدینہ تالاب کی طرح بن گیا تھا اور قناۃ کا نالا مہینہ بھر بہتا رہا اور ارد گرد سے آنے والے بھی اپنے یہاں بھرپور بارش کی خبر دیتے رہے۔

(بخاری حدیث نمبر:933 کتاب الجمعہ، بَابُ الاِسۡتِسۡقَاءِ فِی الۡخُطۡبَۃِ یَوۡمَ الۡجُمُعَۃِ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

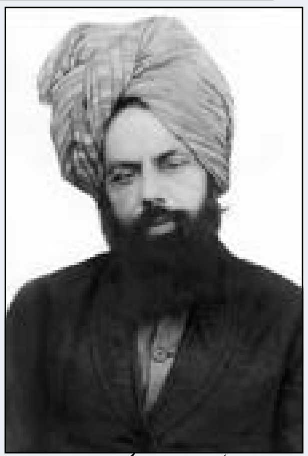

احیائے موتیٰ کا نشان

’’پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتیٰ میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبدالکریم نام ولد عبدالرحمٰن ساکن حیدر آباد دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے، قضاء و قدر سے اس کو سگ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اس کو معالجہ کے لئے کسولی بھیج دیا۔ چند روز تک اس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گزرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہوگئی۔ تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بے قرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہوگئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مر جائے گا۔ ناچار اُس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیج دی اور پوچھا گیا کہ اِس حالت میں اُس کا کوئی علاج بھی ہے۔ اُس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوگئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک بُرے رنگ میں اس کی موت شماتت اعداء کا موجب ہو گی۔ تب میرا دل اس کے لئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مُردہ زندہ ہو جائے۔ غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آ گئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلّط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مردہ تھا اس توجّہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوگئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رخ کیا اور اس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی۔ اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی۔ یہاں تک کہ چند روز تک بکلّی صحت یاب ہوگیا‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 480، 481)

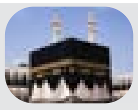

ارشاد باری تعالیٰ

فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِہٖ فَقَدِ اہۡتَدَوۡا ۚ وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا ہُمۡ فِیۡ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَکۡفِیۡکَہُمُ اللّٰہُ ۚ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۳۸﴾

(البقرہ: 138)

ترجمہ: پس اگر وہ اسی طرح ایمان لے آئیں جیسے تم اس پر ایمان لائے ہو تو یقیناً وہ بھی ہدایت پا گئے اور اگر وہ (اس سے) منہ پھیر لیں تو وہ (عادتاً) ہمیشہ اختلاف ہی میں رہتے ہیں۔ پس اللہ تجھے اُن سے (نمٹنے کے لئے) کافی ہو گا۔ اور وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے حضرت مصلح موعودؓ کا یہ اقتباس پیش فرمایا:

’’وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ میں بتایا کہ اگر تمہیں نیکی اور تقویٰ اور اصلاح بین الناس کے کام میں مشکلات پیش آئیں تو خدا تعالیٰ سے اس کا دفعیہ چاہو اور ہمیشہ دعاؤں سے کام لیتے رہو کیونکہ یہ کام دعاؤں کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتے اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے۔ اگر تم اس کی طرف جھکو گے تو وہ اپنے علم میں سے تمہیں علم عطا فرمائے گا اور نیکی اور تقویٰ کے بارے میں تمہارا قدم صرف پہلی سیڑھی پر نہیں رہے گا بلکہ علم لدنی سے بھی تمہیں حصہ دیا جائے گا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم۔ صفحہ 506 تا 507)

...حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کے واقعات پیش ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے بچپن کا ایک واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہو گئے اور حالت بہت تشویشناک ہو گئی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق دعا کی تو عین دعا کرتے ہوئے خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ ’سَلٰمٌ ۟ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ‘ یعنی تیری دعا قبول ہوئی اور خدائے رحیم و کریم اس بچے کے متعلق تجھے سلامتی کی بشارت دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے جلد بعد حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ بالکل توقع کے خلاف صحت یاب ہو گئے اور خدا نے اپنے مسیح کے دم سے انہیں شفا عطا فرمائی۔

(سیرت طیبہ صفحہ 267، 268)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور زبردست نشان قبولیت دعا کا بیان کرتا ہوں۔ کپورتھلہ کے بعض غیر احمدی مخالفوں نے کپورتھلہ کی احمدیہ مسجد پر قبضہ کر کے مقامی احمدیوں کو بے دخل کرنے کی کوشش کی۔ بالآخر یہ مقدمہ عدالت میں پہنچا اور کافی دیر تک

بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

- سیّد طالع احمد شہید کے لیے چند اشعار (منظوم)
- حضرت مسیح موعودؑ برصغیر کے حاذق اور ماہر طبیب
- حضرت سید عبدالستارؓ سونگڑوی
- تمہاری زلف میں پہنچی تو۔۔۔

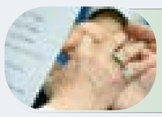

دربارِ خلافت

نماز مومن کی معراج ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بہرحال مَیں کہہ رہا تھا کہ جو معاشرہ ہے ہم بھی اس معاشرے میں رہتے ہیں اور اس کا اثر ہم پر بھی پڑ سکتا ہے۔ہمیں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعثت کے مقصد کو سمجھتے ہوئے اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے تبھی ہم احتیاط کے تقاضے پورے کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر بڑوں کو بچوں اور نوجوانوں پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور نوجوانوں کو خود بھی محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ آجکل تو دشمن گھروں میں گھس کر اخلاق سوز حرکتیں کر کے ہر ایک کے اعمال کو خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ٹی وی چینلز نے اخلاقیات اور نیک اعمال کے زاویے ہی بگاڑ دیئے ہیں۔ اسی طرح انٹرنیٹ ہے اور دوسری چیزیں ہیں، ان کے خلاف اگر ہم نے مل کر جہاد نہ کیا تو اعمال کی اصلاح تو ایک طرف رہی، شیطانی اعمال کی جھولی میں ہم گر جائیں گے اور اس سے بچنے کے لئے پھر کوئی اور راستہ نہیں، سوائے اس کے کہ ہم خاص طور پر جیسا کہ مَیں نے کہا جہاد کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے مدد لیں۔ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی مدد بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہمیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارنا ہوگا تبھی ہم بچ سکتے ہیں۔صرف اتنا کہنا کافی نہیں ہے کہ میں ایک خدا پر یقین رکھتا ہوں، بلکہ ایک خدا سے تعلق پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے تا کہ ان شیطانی حملوں سے بچا جا سکے جو ہمارے گھروں کے کمروں تک پہنچ چکے ہیں۔ ورنہ ان برائیوں اور ان بیماریوں سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

کہتے ہیں ایک بزرگ کا شاگرد تھا، اُس نے جب تعلیم مکمل کی اور واپس جانے لگا تو بزرگ نے اُس شاگرد سے پوچھا کہ کیا جس ملک میں تم جا رہے ہو، وہاں شیطان بھی ہوتا ہے؟ تو شاگرد نے حیران ہو کر کہا کہ شیطان کہاں نہیں ہوتا؟ شیطان تو ہر جگہ ہے۔تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم نے مجھ سے دین کے بارے میں، اخلاقیات کے بارے میں سیکھا ہے، پڑھا ہے، اگر اس پر عمل کرنے لگو اور شیطان حملہ کر دے تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا مقابلہ کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر تمہاری توجہ دوسری طرف ہو اور وہ پھر حملہ کر دے تو پھر کیا کرو گے؟ اُس نے کہا پھر مقابلہ کروں گا۔غرض دو تین دفعہ انہوں نے اس طرح ہی پوچھا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اگر تم اپنے کسی دوست کے پاس جاؤ اور اُس کے دروازے پر کُتّا بیٹھا ہو اور وہ تمہیں پکڑ لے، تم پر حملہ کرے اور کاٹنے لگے تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا میں اُس کو ڈرا کے دوڑانے کی کوشش کروں گا۔ پھر حملہ کرے تو پھر یہی کروں گا۔ انہوں نے کہا اگر تم اسی طرح لگے رہے تو پھر دوست تک تو نہیں پہنچ سکتے۔تو کیا کرو گے تم؟ اُس نے کہا کہ آخر مَیں دوست کو آواز دوں گا کہ آؤ اور اپنے کُتّے کو پکڑو۔تو بزرگ کہنے لگے کہ شیطان بھی خدا تعالیٰ کا کُتّا ہے۔ اس کے لئے تمہیں خدا تعالیٰ کو آواز دینی ہوگی۔ اُس کے در کو کھٹکھٹانا ہوگا۔تبھی شیطان کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 330-331 خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 1936ء)

اپنے زعم میں نہ رہنا کہ اب علم بھی ہمیں حاصل ہو گیا اور اخلاقیات پر بھی ہم نے بڑا عبور حاصل کر لیا اور نیکی کا بھی ہمیں پتہ ہے۔ نمازیں بھی ہم جیسی تیسی پڑھ لیتے ہیں۔ اس زعم میں اگر رہو گے تو شیطان تم پر حملہ کرتا جائے گا اور تم اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

پس خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اُس کی عبادت کرنے کی ضرورت ہے۔تبھی اس شیطان کے حملوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، اُس کا قرب حاصل کرنے کے لئے صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا اور اپنے عقیدے کی درستگی کر لینا یہ کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنا ہوگا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، اُس کے آگے جھکنا ہوگا۔ اُس کی عبادت خالص ہو کر کرنی ہوگی۔ جہاں عملی کوشش ہو، توبہ اور استغفار کی طرف توجہ ہو، وہاں ایک انتہائی ضروری چیز نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بارہا قرآنِ کریم میں نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔

(تفسیر روح البیان از شیخ اسماعیل حقی بروسوی جلد 8 صفحہ 109 تفسیر سورۃ الزمر زیر آیت اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ... مطبوعہ بیروت ایڈیشن 2003ء)

یعنی ایسی حالت ہے جب مومن خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے اور اُس سے باتیں کرتا ہے۔ پس اگر شیطان سے بچنا ہے، زمانے کی بیہودگیوں سے اور لغویات سے بچنا ہے تو اپنی نمازوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیاب مومنین کی یہی نشانی بتائی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ (العنکبوت: 46) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یقیناً نماز، وہ نماز جو خالص ہو کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پڑھی جائے، یقینی طور پر بے حیائی اور بیہودہ باتوں سے روکتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 30/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

سیّد طالع احمد شہید کے لیے چند اشعار

وہ انمول موتی، وہ تھا ایک ہیرا
جدائی نے اس کی ہے دل سب کا چیرا

خدا کو، خلیفہ کو، سب کو تھا پیارا
وہ بے لوث واقف،وہ طالع ہمارا

وفا سے ہے وقف اس نے اپنا نبھایا
شہادت کا رتبہ بھی ہے اس نے پایا

فرشتے ہوئے اس کی آمد پہ نازاں
خدا کے نبی نے گلے ہے لگایا

وہ ارضِ مقدّس وہ خاکِ معطّر
نشاں ہیں خلیفہ کے قدموں کے جس پر

وہ گھانا کی مٹی، وہ ماہِ محرّم
شہادت ہوئی اس کی کامل مکرم

وہ آلِ مسیحؑ و محمدؐ کا نور
تھا کردار میں ایک عظمت کا طور

ہمیشہ دلوں میں وہ زندہ رہے گا
چراغِ وفا اس کے خوں سے جلے گا

ڈاکٹر منصورہ شمیم

ترتیب وتحقیق: ابوسدید

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہودؑ برصغیر کے حاذق اور ماہر طبیب

حضرت اقدسؑ کی طب یونانی کے خواص اور میڈیکل سائنسز کے عجائبات پر مشتمل تحقیقات

(قسط نمبر 2۔ آخر)

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے روحانی علوم کے قیمتی موتیوں اور لعل وجواہر سے مزین خزائن عطا فرمائے اور ساتھ ہی دنیاوی علوم کی تفصیلات اور حقائق سے بھی آگاہ فرمایا۔ ان علوم میں علم طب سرفہرست ہے جس کے ایسے اصول خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے جو اس زمانہ میں اور کسی کے حصہ میں نہ آئے۔ قبل اس کے کہ دائمی شان کے حامل ان طبی اصولوں کو سپرد قرطاس کیا جائے حضرت اقدس ہی کے پیش فرمودہ اس اہم علم کے بنیادی حقائق، امراض، اس کی اقسام، حکمت اور ان کے علاج اور فلسفہ کے اصولوں سے آگاہی ضروری ہے۔ آیئے استفادہ کریں۔

مرض کی اقسام

''مرض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مرض مستوی اور ایک مرض مختلف۔ مرض مستوی وہ ہوتا ہے جس کا درد وغیرہ محسوس ہوتا ہے۔ اس کے علاج کا تو انسان فکر کرتا ہے اور مرض مختلف کی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔ اسی طرح سے بعض گناہ تو محسوس ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ان کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 529)

بعض عجیب وغریب امراض

''مختلف امراض اس قسم کے ہیں کہ ان میں انسان کی پیش نہیں جاتی۔ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا اس نے بیان کیا کہ میرے پیٹ میں رسولی پیدا ہوئی ہے۔ اور وہ دن بدن بڑھ کر پاخانہ کے راستہ کو بند کرتی جاتی ہے۔ جس ڈاکٹر کے پاس میں گیا ہوں وہ یہی کہتا ہے کہ اگر یہ مرض ہمیں ہوتی تو ہم بندوق مار کر خودکشی کر لیتے۔ آخر وہ بیچارہ اسی مرض سے مر گیا۔ بعض لوگ ایسے مسلول ہوتے ہیں کہ ایک ایک پیالہ پیپ کا اندر سے نکلتا ہے۔ ایک دفعہ ایک مریض آیا اس کی یہی حالت تھی۔ صرف اس کا پوست ہی رہ گیا تھا اور وہ سمجھدار بھی تھا مگر تاہم وہ یہی خیال کرتا تھا کہ میں زندہ رہوں گا۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 437)

انبیاء کی خبیث امراض سے حفاظت

''انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے مامور خبیث اور ذلیل بیماریوں سے محفوظ رکھے جاتے ہیں مثلاً آتشک ہو، جذام ہو یا اور کوئی ایسی ذلیل مرض۔ یہ بیماریاں خبیث لوگوں ہی کو ہوتی ہیں۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (النور:27) اس میں عام لفظ رکھا ہے اور نکات بھی عام ہیں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 397)

بیمار پر دم کرنا

''ایک شخص نے سوال کیا کہ مجھے قرآن شریف کی کوئی آیت بتلائی جائے کہ میں پڑھ کر اپنے بیمار کو دم کروں تا کہ اس کو شفاء ہو۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا بے شک قرآن شریف میں شفاء ہے روحانی اور جسمانی بیماریوں کا وہ علاج ہے۔ مگر اس طرح کلام پڑھنے میں لوگوں کو ابتلاء ہے۔ قرآن شریف کو تم اس امتحان میں نہ ڈالو۔ خدا تعالیٰ سے اپنے بیمار کے واسطے دعا کرو تمہارے واسطے یہی کافی ہے۔''

(بدر 2۔اکتوبر 1906ء)

بیماریوں کی کثرت کا فلسفہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بیماریوں کی کثرت کا فلسفہ درج ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''اس قدر کثرت میں خدا تعالیٰ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے تا کہ ہر طرف سے انسان اپنے آپ کو عوارض اور امراض میں گھرا ہوا پا کر اللہ تعالیٰ سے ترساں اور لرزاں رہے اور اسے اپنی بے ثباتی کا ہر دم یقین رہے اور مغرور نہ ہو اور غافل ہو کر موت کو نہ بھول جاوے اور خدا سے بے پرواہ نہ ہو جاوے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 217)

اس ضمن میں مزید ہدایت فرمائی:

''سچ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہر ایک ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہو سکتا توبہ واستغفار بہت کرنی چاہیئے تا خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ جب خدا تعالیٰ کا فضل آتا ہے تو دعا بھی قبول ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 242)

''ہر ایک مرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلط ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے مرض مٹ جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 295)

حضرت اقدس نے اپنے ملفوظات میں خصوصاً بیماری سے شفا کے لئے دعاؤں کی بار بار تحریک فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں:

''میں بہت دعا کرتا ہوں۔ دعا ایسی شے ہے کہ جن امراض کو اطباء اور ڈاکٹر لاعلاج کہہ دیتے ہیں ان کا علاج بھی دعا کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 265)

لاکھوں بیماریاں

حقیقت یہ ہے کہ انسان کسی قدر بھی احتیاط کرے بیماریاں اتنی زیادہ اور مختلف اقسام کی ہیں کہ اگر اللہ کا فضل اُسے نہ بچائے تو بچنا ممکن نہیں ہے۔ اور پھر ایک بیماری کا علاج دس نئی بیماریوں کی بنیاد بن جاتا ہے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس فرماتے ہیں:

''ہمارے والد صاحب مرحوم بھی مشہور طبیب تھے جن کا پچاس برس کا تجربہ تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حکمی نسخہ کوئی نہیں اور اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ تصرف اللہ کا خانہ خالی رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا سعادت مند ہے۔ انسان مصیبت میں بد دماغ نہ ہو اور غیر اللہ پر بھروسہ نہ کرے۔ یکدفعہ ہی خفیف عوارض شدید ہونے لگ جاتے ہیں۔ کبھی قلب کا علاج کرتے کرتے دماغ پر آفت آجاتی ہے کبھی سردی کے پہلو پر علاج کرتے کرتے گرمی کا زور چڑھ جاتا ہے۔ کون ان بیماریوں پر حاوی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرنا چاہیئے۔ انسان ان حشرات الارض اور سیّات کو کب گن سکتا ہے۔ صرف بیماریوں کو بھی نہیں گن سکتا۔ لکھا ہے کہ صرف آنکھ ہی کی تین ہزار بیماریاں ہیں بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ایسے طور پر غلبہ کرتی ہیں کہ ڈاکٹر نسخہ نہیں لکھ چکتا جو بیمار کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 166)

بیماریاں جہنم کا نمونہ بھی ہیں

''برخلاف اس کے جو کچھ حالت انسان کی ہے وہ جہنم ہے۔ گویا خدا تعالیٰ کے سوا زندگی بسر کرنا یہ بھی جہنم ہے۔ پھر حدیث شریف سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ تپ بھی حرارت جہنم ہی ہے۔ امراض اور مصائب جو مختلف قسم کے انسان کو لاحق حال ہوتے ہیں یہ بھی جہنم ہی کا نمونہ ہے اور یہ اس لئے کہ تا دوسرے عالم پر گواہ ہوں اور جزا وسزا کے مسئلہ کی حقیقت پر دلیل ہوں اور ...مثلاً جذام ہی کو دیکھو کہ اعضاء گر گئے ہیں اور رقیق مادہ اعضاء سے جاری ہے۔ آواز بیٹھ گئی ہے۔ ایک تو یہ بجائے خود جہنم ہے۔ پھر لوگ نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں۔ عزیز سے عزیز بیوی، فرزند، ماں باپ تک کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ بعض اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں۔ بعض اور خطرناک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پتھریاں ہو جاتی ہیں اور پیٹ میں رسولیاں ہو جاتی ہیں۔ یہ ساری بلائیں اس لئے انسان پر آتی ہیں کہ وہ خدا سے دور ہو کر زندگی بسر کرتا ہے اور اُس کے حضور شوخی اور گستاخی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کی عزت اور پرواہ نہیں کرتا ہے۔ اُس وقت ایک جہنم پیدا ہو جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 372)

وبائی امراض

حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

(عربی سے ترجمہ) ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ بعض مرضیں مثلاً آتشک کی بیماری ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہے اور ایک آتشک زدہ عورت سے مرد کو آتشک ہو جاتی ہے اور ایسا ہی مرد سے عورت کو اور یہی صورت ٹیکا لگانے میں بھی مشاہدہ ہوتی ہے کیونکہ جس پر چیچک والے کے خمیر سے ٹیکا کا عمل کیا جاوے اس کے بدن پر بھی آثار چیچک ظاہر ہو جاتے ہیں پس یہی تو عدوی ہے سو ہم کیوں کر اس کا انکار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کا انکار علوم حسیہ بدیہیہ کا انکار ہے جو تجارب طبیہ سے ثابت ہو چکے ہیں اور ان میں ان بچوں کو بھی شک نہیں رہا جو کوچوں میں کھیلتے پھرتے ہیں چہ جائے کہ عقلمند مردوں کو کچھ شک ہو۔

(نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 14)

ایک عجیب مرض

’’طبیبوں نے ایک مرض لکھی ہے جس کی کیفیت یہ ہے کہ انسان جب چھینک لے تو اس کے ساتھ ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 244)

باریک در باریک بیماریاں

’’یاد رکھنا چاہئے کہ انسان ایک نہایت ہی کمزور ہستی ہے۔ایک ہی بیماری میں باریک در باریک اور بیماریاں شروع ہوجاتی ہیں۔انسان غلطی سے کب تک بچ سکتا ہے انسان بڑا کمزور ہے۔غلطی ہو ہی جاتی ہے۔اکثر اوقات تشخیص میں ہی غلطی ہوجاتی ہے اور اگر تشخیص میں نہیں ہوتی تو پھر دوا میں ہوجاتی ہے۔غرض انسان نہایت کمزور ہستی ہے غلطی سے خود بخود نہیں بچ سکتا۔خدا تعالیٰ کا فضل ہی چاہئے۔اس کے فضل کے بغیر انسان کچھ چیز نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 279)

دوا اور تدبیر

’’کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو۔اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو۔سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہو گا جو خدا کا ارادہ ہو گا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19صفحہ 13)

بیماری بطور سزا اور عذاب

’’جب دنیا میں فسق و فجور پھیل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے لوگ دور جا پڑتے ہیں اور اس سے لاپرواہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی پروا نہیں کرتا ہے۔ ایسی صورت میں پھر اس قسم کی وبائیں بطور عذاب نازل ہوتی ہیں ان بلاؤں اور وباؤں کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہوتی ہے کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کی توحید اور عظمت ظاہر ہو اور فسق و فجور سے لوگ نفرت کر کے نیکی اور راستبازی کی طرف توجہ کریں اور خدا تعالیٰ کے مامور کی طرف جو اس وقت دنیا میں موجود ہوتا ہے توجہ کریں۔ اس زمانہ میں بھی فسق و فجور کے سیلاب کا بند ٹوٹ گیا ہے۔ راستبازی، تقویٰ عفت اور خدا ترسی اور خداشناسی بالکل اُٹھ گئی تھی۔ دین کی باتوں پر ہنسی کی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق جو اُس نے اپنے نبیوں اور رسولوں کی زبان پر کیا تھا کہ مسیح موعود کے وقت دنیا میں مری بھیجوں گا اس طاعون کو اصلاح خلق کے لئے مسلّط کیا ہے۔ طاعون کو برا کہنا بھی گناہ ہے یہ تو خدا تعالیٰ کا ایک مامور ہے جیسا کہ مَیں نے ہاتھی والی رویا میں دیکھا تھا،لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ باجود اس کے کہ بعض دیہات بالکل برباد ہو گئے ہیں اور ہر جگہ یہ آفت برپا ہے تو بھی ان شوخیوں، شرارتوں اور بیباکیوں میں فرق نہیں آیا جو اس سے پہلے بھی تھیں۔ مکر و فریب، ریاکاری بدستور پھیلی ہوئی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 634-635)

بیماریوں کے فوائد

اللہ تعالیٰ نے بیماریوں اور تکالیف کا یہ سارا سلسلہ بھی بے فائدہ پیدا نہیں کیا بلکہ اس میں بھی انسان کیلئے رحمت کے بہت سے پہلو ہیں۔ ایک غیر مومن کیلئے جہاں بیماری مصیبت دکھائی دیتی ہے وہیں ایک مومن ان تکالیف کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے قرب کے مدارج طے کرتا ہے۔ کثرت سے دعاؤں کی طرف توجہ ہوتی ہے اور ہر لمحہ خدا تعالیٰ یاد رہتا ہے۔بیماریوں کے ذکر پر فرمایا کہ:

’’بیماری کی شدت سے موت اور موت سے خدا یاد آتا ہے۔اصل یہ ہے کہ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا (النسآء: 29) انسان چند روز کیلئے زندہ ہے۔ ذرہ ذرہ کا وہی مالک ہے جو حی و قیوم ہے۔ جب وقت موعود آ جاتا ہے تو ہر ایک چیز السلام علیکم کہتی اور سارے قویٰ رخصت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور جہاں سے یہ آیا ہے وہیں چلا جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 240)

بیماریوں کی حکمت

ان مختلف امراض اور عوارض کے ذکر پر جو انسان کو لاحق ہوتے ہیں فرمایا کہ:

’’اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ چند ایک بیماریاں ہی انسان کو لاحق کر دیتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے امراض ہیں جن میں وہ مبتلا ہوتا ہے۔ اس قدر کثرت میں خدا تعالیٰ کی یہ حکمت معلوم ہوتی ہے تا کہ ہر طرف سے انسان اپنے آپ کو عوارض اور امراض میں گھرا ہوا پا کر اللہ تعالیٰ سے ترساں اور لرزاں رہے اور اسے اپنی بے ثباتی کا ہر دم یقین رہے اور مغرور نہ ہو اور غافل ہو کر موت کو نہ بھول جاوے اور خدا سے بے پروانہ ہو جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 217)

پہلے مرض پھر طبیب کی شناخت

’’طبیب اس امر کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو اول اپنے مرض کو شناخت کرے اور محسوس کرے کہ میں بیمار ہوں اور پھر یہ شناخت کرے کہ طبیب کون ہے؟ جب تک یہ دو باتیں پیدا نہ ہوں وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ مرض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ایک مرض مختلف ہوتا ہے جیسے قولنج کا درد یعنی جو محسوس ہوتا ہے اور ایک مستوی جیسے برص کے داغ کہ ان کا کوئی درد اور تکلیف بظاہر محسوس نہیں ہوتی۔انجام خطرناک ہوتا ہے مگر انسان ایسی صورتوں میں ایک قسم کا اطمینان پاتا ہے اور اس کی چنداں فکر نہیں کرتا۔اس لیے ضروری ہے کہ انسان اول اپنے مرض کو شناخت کرے اور اسے محسوس کرے۔ پھر طبیب کو شناخت کرے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو اپنی معمولی حالت پر راضی ہو جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 80-81)

امراض بدنی کے لئے ادویہ

’’یہ بات بتوجہ تمام یاد رکھنی چاہئے کہ جیسے خدا نے امراض بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہیں اور عمدہ عمدہ چیزیں جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے آلام اسقام کے لئے دنیا میں موجود کی ہیں اور ان ادویہ میں ابتدا سے یہ خاصیت رکھی ہے کہ جب کوئی بیمار بشرطیکہ اس کی بیماری درجہ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو ان دواؤں کو برعایت پرہیز وغیرہ شرائط استعمال کرتا ہے تو اس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اس بیمار کو حسب استعداد اور قابلیت کسی قدر صحت اور تندرستی سے حصہ بخشتا ہے یا بکلی شفا عنایت کرتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ نمبر 2، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 354)

عیاشیوں کے ذریعہ مہلک امراض

’’اکثر لوگ دنیا کی نفسانی عیاشیوں میں اس خوش حالی کو طلب کرتے ہیں اور دن رات میخواری اور شہوات نفسانیہ کا شغل رکھ کر انجام کار طرح طرح کی مہلک امراض میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور آخر کار سکتہ، فالج، رعشہ اور کزاز اور یا انتڑیوں یا جگر کے پھوڑوں میں مبتلا ہو کر اور یا آتشک اور سوزاک کی قابل شرم مرض سے اس جہان سے رخصت ہوتے ہیں اور بباعث اس کے کہ ان کی قوتیں قبل از وقت تحلیل ہو جاتی ہیں۔اس لئے وہ طبعی عمر سے بھی بے نصیب رہتے ہیں۔‘‘

(چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 359)

مرگی کو ام الصبیان کہتے ہیں

’’مرگی کی بیماری کے مبتلا اکثر شیاطین کو اسی طرح دیکھا کرتے ہیں وہ بعینہٖ ایسا ہی بیان کیا کرتے ہیں کہ ہمیں شیطان فلاں فلاں جگہ لے گیا اور یہ یہ عجائبات دکھلائے اور مجھے یاد ہے کہ شاید چونتیس برس کا عرصہ گزرا ہو گا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ شیطان سیاہ رنگ اور بدصورت کھڑا ہے۔اول اس نے میری طرف توجہ کی اور میں نے اس کو منہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ دور ہو اے شیطان تیرا مجھ میں حصہ نہیں اور پھر وہ ایک دوسرے کی طرف گیا اور اس کو اپنے ساتھ کرلیا اور جس کو ساتھ کرلیا اس کو میں جانتا تھا اتنے میں آنکھ کھل گئی اسی دن یا اس کے بعد اس شخص کو مرگی پڑی جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ شیطان نے اس کو ساتھ کرلیا تھا اور صرع کی بیماری میں گرفتار ہوگیا اس سے مجھے یقین ہوا کہ شیطان کی ہمراہی کی تعبیر مرگی ہے... مرگی کو فن طبابت میں ام الصبیان کہتے ہیں یعنی بچوں کی ماں۔‘‘

(معیار المذاہب، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 483-484 حاشیہ)

مریض کا ہوش

’’بعض امراض ہی ایسے ہیں مثلاً دق وسل کہ ان کے مریضوں کا اخیر تک ہوش قائم رہتا ہے بلکہ طاعون کی بعض قسمیں بھی ایسی ہی ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 433)

ذات الجنب کی وجہ سے بخار

’’جب مرض الموت کا وقت آجاوے تو وہ وقت دعا کا نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اسی طرح پر جو حالتیں مہلک بیماریوں کی ہوتی ہیں ان میں بھی نظر آجاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ مولوی (عبدالکریم سیالکوٹی) صاحب کے معاملہ میں ایک عجیب بات دیکھی گئی کہ ان کی اصل مرض سرطان جس کو انگریزی میں کاربنکل کہتے ہیں بالکل اچھا ہو گیا بلکہ خود انہوں نے ہاتھ پھیر کر دیکھا اور یہی کہتے رہے کہ اب میں دو چار روز میں پھرنے لگوں گا۔آخر ذات الجنب کی وجہ سے سخت بخار ہو گیا جو ایک سو چھ درجہ تک پہنچ گیا اور اسی عارضہ میں وفات پائی۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 487)

تداخل طعام بیماری کا موجب

24 دسمبر 1901ء کو آپ نے ایک آسٹریلوی سیاح عبدالحق صاحب سے دوران گفتگو فرمایا:

’’تداخل طعام درست نہیں ہے یعنی ایک کھانا کھایا پھر کچھ اور کھا لیا پھر کچھ اور۔اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ سوءِ ہضم ہو کر ہیضہ یا قے یا کسی اور بیماری کی نوبت آئے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 81)

دوران خون کا مسئلہ

''دیکھو قلب دل کو کہتے ہیں اور قلب گردش دینے والے کو بھی کہتے ہیں۔دل پر مدار دوران خون کا ہے۔آجکل کی تحقیقات نے تو ایک عرصہ دراز کی محنت اور دماغ سوزی کے بعد دوران خون کا مسئلہ دریافت کیا لیکن اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہی سے دل کا نام قلب رکھ کر اس صداقت کو مرکوز اور محفوظ کر دیا۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 170)

امراض جہنم کا نمونہ

''حدیث شریف سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ تپ بھی حرارت جہنم ہی ہے۔امراض اور مصائب جو مختلف قسم کے انسان کو لاحق حال ہوتے ہیں۔یہ بھی جہنم ہی کا نمونہ ہے اور یہ اس لیے کہ تا دوسرے عالم پر گواہ ہوں اور جزا و سزا کے مسئلہ کی حقیقت پر دلیل ہوں اور کفارہ جیسے لغو مسئلہ کی تردید کریں۔مثلاً جذام ہی کو دیکھو کہ اعضاء گر گئے ہیں اور رقیق مادہ اعضاء سے جاری ہے۔آواز بیٹھ گئی ہے۔ایک تو یہ بجائے خود جہنم ہے۔پھر لوگ نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ جاتے ہیں۔عزیز سے عزیز بیوی، فرزند، ماں باپ تک کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔بعض اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں۔بعض اور خطرناک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔پتھریاں ہو جاتی ہیں اور پیٹ میں رسولیاں ہو جاتی ہیں۔یہ ساری بلائیں اس لیے انسان پر آتی ہیں کہ وہ خدا سے دور ہو کر زندگی بسر کرتا ہے اور اس کے حضور شوخی اور گستاخی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کی عزت اور پرواہ نہیں کرتا ہے۔اس وقت ایک جہنم پیدا ہو جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 372)

سلب امراض اور سلب ذنوب میں فرق

''علاج کی چار صورتیں تو عام ہیں۔دوا سے، غذا سے، عمل سے، پرہیز سے علاج کیا جاتا ہے۔ایک پانچویں قسم بھی جس سے سلب امراض ہوتا ہے، وہ توجہ ہے۔حضرت مسیح علیہ السلام اسی توجہ سے سلب امراض کیا کرتے تھے۔......ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور مسیح علیہ السلام کی توجہ میں یہ فرق ہے کہ مسیح کی توجہ سے تو سلب امراض ہوتا تھا، مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے سلب ذنوب ہوتا تھا......جو لوگ حکیم اور ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ان کو اس فن میں مہارت پیدا کرنی چاہئے۔مسیح کی توجہ چونکہ زیادہ تر سلب امراض کی طرف تھی۔اس لئے سلب ذنوب میں وہ کامیابی نہ ہونے کی وجہ یہی تھی۔کہ جو جماعت انہوں نے تیار کی وہ اپنی صفائی نفس اور تزکیہ باطن میں ان مدارج کو پہنچ نہ سکی جو جلیل الشان صحابہ کو ملی۔اور یہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی باثر تھی کہ آج اس زمانہ میں بھی تیرہ سو برس کے بعد سلب ذنوب کی وہی قوت اور تاثیر رکھتی ہے جو اس وقت میں رکھتی تھی۔مسیح اس میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 280)

پیشاب کی بیماری

مولوی عبدالکریم صاحب سَلَّمَہٗ رَبُّہٗ کو کثرت پیشاب کی دو تین دن سے پھر شکایت ہوگئی ہے اور آج اعلیٰ حضرت نے ان کا قارورہ منگوا کر دیکھا تھا جو کثیر مقدار میں تھا۔اس کے متعلق مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے جو کچھ فرمایا اس سے آپ کی کمال شفقت اور ہمدردی کا ثبوت ملتا ہے اس لیے میں خلاصتہً اسے اپنے الفاظ میں درج کرتا ہوں۔فرمایا:

''میں آپ کا پیشاب دیکھ کر بہت حیران ہو گیا۔میں نے تو اس کے بعد دعا ہی شروع کر دی اور انشاء اللہ بہت دعا کروں گا۔

مجھے خود چونکہ کثرت پیشاب کی شکایت ہے میں جانتا ہوں کہ کس قدر تکلیف ہوئی دل گھٹتا ہے اور پنڈلیوں میں درد ہونے لگتا ہے۔بہت بے چینی اور گھبراہٹ ہو جاتی ہے۔میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ (براہین احمدیہ حصہ پنجم) کو ختم کر لینے کے کچھ دنوں تک صرف دعا ہی میں لگا رہوں گا۔

میں نے جو گولی آپ کو بنا کر دی تھی وہ مفید ثابت ہوئی تھی۔آپ اس کا استعمال کریں میں بھیج دوں گا اور ختم ہونے پر اور دوا تیار ہو سکتی ہے۔آپ دودھ کثرت سے پئیں۔وہ اس مرض میں بہت مفید ہے اور میں انشاء اللہ بہت دعا کروں گا۔آپ کے پیشاب کو دیکھ کر مجھے تو حیرت ہی ہوئی کہ آپ کس طرح التزام کے ساتھ نمازوں میں آتے ہیں اور آپ کی آواز سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کو شکایت ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 252)

احتراز وبائی امراض

''جو لوگ اپنے گھروں کو خوب صاف رکھتے ہیں اور اپنی بدرروؤں کو گندہ نہیں ہونے دیتے اور کپڑوں کو دھوتے رہتے ہیں اور خلال کرتے اور مسواک کرتے اور بدن پاک رکھتے ہیں اور بدبو اور عفونت سے پرہیز کرتے ہیں وہ اکثر خطرناک وبائی بیماریوں سے بچتے رہتے ہیں۔پس گویا وہ اس طرح پر یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ کے وعدے سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں لیکن جو لوگ طہارت ظاہری کی پرواہ نہیں رکھتے آخر کبھی نہ کبھی وہ پیچ میں پھنس جاتے ہیں اور خطرناک بیماریاں ان کو آپکڑتی ہیں۔''

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 337)

اللہ اپنے بندوں کو بچا لیتا ہے

(عربی سے ترجمہ)''وہ خدا جو اندھیرے کے وقت اپنا نور بھیجتا ہے اور بیماری کی کثرت کے وقت دوا ظاہر کرتا ہے اور اپنے بندوں کو بے قراری کی حالت میں بچا لیتا ہے......آپ جانتے ہیں کہ ہر یک بیماری کی ایک دوا ہے اور ہر یک اندھیرے کے واسطے روشنی ہے سو میرے پروردگار نے ارادہ کیا کہ دنیا کو اندھیرے کے بعد روشن کرے۔''

(نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 564)

بیمار مایوس نہ ہو

فرمایا:

''میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں ہر ایک بیماری کا علاج ہو سکتا ہے جس مرض کو طبیب لاعلاج کہتا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ طبیب اس کے علاج سے آگاہ نہیں ہے۔ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سے بیماروں کو اطباء ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے شفاء پانے کے واسطے بیمار کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی بعض بیمار بالکل مایوس ہو جاتے ہیں یہ غلطی ہے خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اس کے ہاتھ میں سب شفاء ہے...بیمار کو چاہئے کہ توبہ استغفار میں مصروف ہو انسان صحت کی حالت میں کئی قسم کی غلطیاں کرتا ہے۔کچھ گناہ حقوق اللہ کے متعلق ہوتے ہیں۔اور کچھ حقوق عباد کے متعلق ہوتے ہیں۔ہر دو قسم کی غلطیوں کی معافی مانگنی چاہئے اور دنیا میں جس شخص کو نقصان بے جا پہنچایا ہو۔اس کو راضی کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں سچی توبہ کرنی چاہئے توبہ سے یہ مطلب نہیں کہ انسان جنتر منتر کی طرح کچھ الفاظ منہ سے بولتا رہے۔بلکہ سچے دل سے اقرار ہونا چاہئے کہ میں آئندہ یہ گناہ نہ کروں گا اور اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے تو خدا تعالیٰ غفور الرحیم ہے وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ ستار ہے۔بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے تمہیں ضرورت نہیں کہ مخلوق کے سامنے اپنے گناہوں کا اظہار کرو۔ہاں خدا تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔''

(بدر 4۔اکتوبر 1904ء صفحہ 4)

مریضوں کے لئے ادویات کی فراہمی

''طبیب کیسا ہی حاذق اور عالم ہو، لیکن اگر ادویہ نہ ہوں تو وہ کیا کر سکتا ہے۔بڑی سوچ اور فکر سے ایک نسخہ لکھ دے گا لیکن بازار سے وہ دوا نہ ملے، تو کیا کرے گا۔کس قدر فضل ہے کہ ایک طرف علم دیا ہے اور دوسری طرف نباتات، جمادات، حیوانات جو مریضوں کے مناسب حال تھے پیدا کر دیئے ہیں اور ان میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں جو ہر زمانہ میں نااندیشہ ضروریات کے کام آ سکتے ہیں غرض اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بھی غیر مفید پیدا نہیں کی اور نہ جس کے خواص محدود ہوں۔یہاں تک کہ پسو اور جوں تک بھی غیر مفید نہیں۔لکھا ہے کہ اگر کسی کا پیشاب بند ہو تو بعض وقت جوں کو احلیل میں دینے سے پیشاب جاری ہو جاتا ہے۔انسان ان اشیاء کی مدد سے کہاں تک فائدہ اٹھاتا ہے۔کوئی تصور کر سکتا ہے؟''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 314)

وبائی امراض کا الہامی علاج

فرمایا: مجھے الہام ہوا

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ

پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا۔اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ان ناموں کو ورد کیا جاوے

یَاحَفِیْظُ۔ یَا عَزِیْزُ۔ یَا رَفِیْقُ

رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسماء باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔

(البدر مورخہ 18 ستمبر 1903ء بحوالہ ملفوظات جلد سوم صفحہ 426)

کوئی بیماری لاعلاج نہیں

ایک بیمار حضرت صاحب کی خدمت میں پیش ہوا اور اس نے دعا کے واسطے عرض کی اور اپنی حالت پر مایوسی کا اظہار کیا۔

حضرت نے فرمایا:

''میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں۔ہر ایک بیماری کا علاج ہو سکتا ہے جس مرض کو طبیب لاعلاج کہتا ہے اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ طبیب اس کے علاج سے آگاہ نہیں ہے۔ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سی بیماریوں کو اطباء اور ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے شفا پانے کے واسطے بیمار کے لیے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی بعض

بیمار بالکل مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اس کے ہاتھ میں سب شفاء ہے۔‘‘

سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراس والے ایک ضعیف آدمی ہیں۔ ان کو مرض ذیابیطس بھی ہے اور ساتھ ہی کاربنکل نہایت خوفناک شکل میں نمودار ہوا اور پھر عمر بھی بڑھاپے کی ہے۔ ڈاکٹروں نے نہایت گھبرا چہرہ دیا اور ان کی حالت نہایت خطرناک ہو گئی یہاں تک کہ ان کی نسبت خطرہ کے اظہار کے خطوط آنے لگے۔ تب میں نے ان کے واسطے بہت دعا کی تو ایک روز اچانک ظہر کے وقت الہام ہوا۔

’’آثار زندگی‘‘

اس الہام کے بعد تھوڑی دیر میں مدراس سے تار آیا کہ اب سیٹھ صاحب موصوف کی حالت روبصحت ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 59)

بیمار اپنا علاج کرائے

’’بیمار کو چاہئے کہ اول اپنا علاج کرائے۔ اگر بیمار اپنا علاج نہ کرے اور چند قصے سننے لگے تو اس سے وہ اچھا نہ ہو جائے گا۔ ایک شخص جو اپنی خراب صحت کے سبب دو چار روز میں مرنے والا ہے اگر وہ کہے کہ میں امریکہ کی سیر کے واسطے جاتا ہوں تا کہ دنیا کے عجائبات دیکھوں تو یہ اس کی نادانی ہے۔ اس کو تو چاہئے کہ اول اپنا علاج کرائے۔ جب تندرست ہو جائے تو پھر سیر بھی کر سکتا ہے۔ حالت بیماری میں تو سیر و سیاحت اور بھی نقصان رساں ہو گی۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 105)

علاج اور توکل میں ہم آہنگی

علاج اور توکل میں ہرگز کوئی تضاد نہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

’’پیغمبر خدا ﷺ خود کس قدر متوکل تھے مگر ہمیشہ لوگوں کو دوائیں بتلاتے تھے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 406)

کوئی مرض ناقابل علاج نہیں

’’حدیث میں آیا ہے مَا مِنْ دَآءٍ اِلَّا وَلَہٗ دَوَآءٌ ایک مشہور ڈاکٹر کا ہمیں قول یاد ہے وہ کہتا ہے کہ کوئی مرض بھی ناقابل علاج نہیں ہے بلکہ یہ ہماری سمجھ اور عقل و علم کا نقص ہے کہ ہمارے علم کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرض کے واسطے بعض ایسے ایسے اسباب پیدا کئے ہوں جن سے وہ شخص جس کو ہم ناقابل علاج یقین خیال کرتے ہیں قابل علاج اور صحت یاب ہو کر تندرست ہو جاوے پس قطعی حکم ہرگز نہ لگانا چاہئے بلکہ اگر رائے ظاہر بھی کرنی ہو تو یوں کہہ دو کہ ہمیں ایسا شک پڑتا ہے مگر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسے سامان پیدا کر دے کہ جن سے یہ روک اٹھ جاوے اور بیمار اچھا ہو جاوے۔ دعا ایک ایسا ہتھیار خدا تعالیٰ نے بنایا ہے کہ انہونے کام بھی جن کو انسان ناممکن خیال کرتا ہے ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا کے لیے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 500)

ہر مرض کا علاج

’’یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو۔ اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102)

علاج کی پانچ صورتیں

اسی طرح فرمایا:

’’علاج کی چار صورتیں تو عام ہیں دوا سے، غذا سے، عمل سے، پرہیز سے علاج کیا جاتا ہے۔ ایک پانچویں قسم بھی جس سے سلب امراض ہے وہ توجہ ہے...... دعا بھی توجہ ہی کی ایک قسم ہوتی ہے توجہ کا سلسلہ کڑیوں کی طرح ہوتا ہے جو لوگ حکیم اور ڈاکٹر ہوتے ہیں ان کو اس فن میں مہارت پیدا کرنی چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 280)

لاعلاج امراض کا علاج

’’جن امراض کو اطباء اور ڈاکٹر لاعلاج کہہ دیتے ہیں۔ ان کا علاج بھی دعا کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 256)

علاج بذریعہ الہام

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’طبیب کے واسطے بھی مناسب ہے کہ اپنے بیمار کے واسطے دعا کیا کرے کیونکہ سب ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو حرام نہیں کیا کہ تم حیلہ کرو۔ اس واسطے علاج کرنا اور اپنے ضروری کاموں میں تدابیر کرنا ضروری امر ہے لیکن یاد رکھو کہ مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کے فضل سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ بیماری کے وقت چاہئے کہ انسان دوا بھی کرے اور دعا بھی کرے۔ بعض وقت خدا تعالیٰ مناسب حال دوائی بھی بذریعہ الہام یا خواب بتلا دیتا ہے اور اس طرح دعا کرنے والا طبیب علم طب پر ایک بڑا احسان کرتا ہے۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ ہم کو بعض بیماریوں کے متعلق بذریعہ الہام کے علاج بتا دیتا ہے۔ یہ اس کا فضل ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 53)

لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ کا وسیع مفہوم

’’ہر ایک مرض کا علاج موجود ہے۔ لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ۔ افسوس! لوگ آپؐ کے اس مبارک قول کی قدر نہیں کرتے اور اس کو صرف ظاہری امراض تک ہی محدود سمجھتے ہیں۔ یہ کس قدر نادانی اور غلطی ہے۔ جس حال میں ایک فانی جسم کے لیے اس کی اصلاح اور بھلائی کے کل سامان موجود ہیں، تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ انسان کی روحانی امراض کا مداوا اللہ تعالیٰ کے حضور کچھ بھی نہ ہو؟ ہے! اور ضرور ہے!!‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 86)

علاج اور انسانی علم

بعض دنیا دار فلسفی اور ڈاکٹر حضرات اپنے علم کو یقینی اور قطعی سمجھنے لگ جاتے ہیں حالانکہ انسان خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائے اس کا علم ایک دائرے تک ہے اور بہت زیادہ معاملات ایسے ہیں جس کے بارے میں اسے کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ حضور فرماتے ہیں:

’’بہت سے امراض اس قسم کے ہیں جن کی ماہیت ڈاکٹروں کو بخوبی معلوم نہیں ہو سکتی۔ مثلاً طاعون یا ہیضہ ایسے امراض ہیں کہ ڈاکٹر کو اگر پلیگ ڈیوٹی پر مقرر کیا جاوے تو اُسے خود ہی دَست لگ جاتے ہیں۔ انسان جہاں تک ممکن ہو علم پڑھے اور فلسفہ کی تحقیقات میں محو ہو جاوے لیکن بالآخر اُس کو معلوم ہو گا کہ اُس نے کچھ ہی نہیں کیا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جیسے سمندر کے کنارے ایک چڑیا پانی کی چونچ بھرتی ہو۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے کلام اور فعل کے معارف اور اسرار سے حصہ ملتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 58)

دوا اور غذا کی تاثیرات

’’اللہ تعالیٰ علمی سلسلہ کو ضائع کرنا نہیں چاہتا اس لئے اس نے آدم کی پیدائش کے وقت ان ستاروں کی تاثیرات سے بھی کام لیا ہے جن کو اس نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا اور یہ ستارے فقط زینت کے لئے نہیں ہیں جیسا عوام خیال کرتے ہیں بلکہ ان میں تاثیرات ہیں۔ جیسا کہ آیت وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَ حِفْظًا سے، یعنی حِفْظًا کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنی نظام دنیا کی محافظت میں ان ستاروں کو دخل ہے اسی قسم کا دخل جیسا کہ انسانی صحت میں دوا اور غذا کو ہوتا ہے جس کو الوہیت کے اقتدار میں کچھ دخل نہیں بلکہ جبروت ایزدی کے آگے یہ تمام چیزیں بطور مردہ ہیں۔ یہ چیزیں بجز اذن الٰہی کچھ نہیں کر سکتیں۔ ان کی تاثیرات خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ پس واقعی اور صحیح امر یہی ہے کہ ستاروں میں تاثیرات ہیں جن کا زمین پر اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جاہل نہیں کہ جو بنفشہ اور نیلوفر اور تربد اور سقمونیا اور خیار شنبر کی تاثیرات کا تو قائل ہے مگر ان ستاروں کی تاثیرات کا منکر ہے جو قدرت کے ہاتھ کے اول درجہ پر تجلّی گاہ اور مظہر العجائب ہیں۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 282 حاشیہ)

دوا کے استعمال میں بے احتیاطی نہیں کرنی چاہیے

غریب ممالک میں عام طور پر دواؤں کا استعمال بلا سوچے سمجھے اور بے احتیاطی سے کیا جاتا ہے۔ کسی ایک مریض کیلئے ڈاکٹر نے جو دوا دی وہ گھر میں پڑی رہتی ہے اور کسی دوسرے مریض کو بغیر مناسب غور و فکر کے استعمال کروا دی جاتی ہے۔ دوا کے استعمال میں یہ بے احتیاطی مناسب نہیں ہے اور اس کے نتائج خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ دوا ہمیشہ معالج کے مشورے کے بعد استعمال کرنی چاہئے اور دوا کی خوراک کا بھی پورے طور پر خیال رکھنا چاہئے۔

حضور فرماتے ہیں:

’’علم طبابت ظنی ہے کسی کو کوئی دوا پسند کسی کو کوئی۔ ایک دوا ایک شخص کے لئے مضر ہوتی ہے دوسرے کے لئے وہی دوا نافع۔ دوائیوں کا راز اور شفا دینا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی کو علم نہیں کل ایک دوائی میں استعمال کرنے لگا تو الہام ہوا ’’خطرناک‘‘ دوائیں اندازہ کرنے پر مطمئن نہیں ہونا چاہئے بلکہ ضرورتوں کو لینا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 437)

سید شاہد احمد۔ سیکرٹری اصلاح و ارشاد کٹک، انڈیا

حضرت سید عبدالستارؓ سونگڑوی

سونگڑہ بلکہ صوبہ اُڈیشہ کے اصحاب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے کل بارہ بزرگان میں سے ایک حضرت سید عبدالستارؓ تھے۔ آپ کے والد کا نام حاجی سید منظور علی تھا۔ آپ کی پیدائش سونگڑہ کے سخت مخالف محلہ ’’دریا پور‘‘ (DARIYA PUR) میں 1858ء کو ایک رئیس گھرانے میں ہوئی۔ آپ حضرت الحاج سید احمد علیؓ عرف حاجی احمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے بھائی تھے۔

محترم قریشی محمد حنیف قمرعلوی مرحوم سائیکل سیاح و آنزیری مبلغ سلسلہ کی تحقیق سے تیار کردہ شجرہ نسب خاندان سادات اڑیشہ کے مطابق آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے۔

سید ابوالہاشم عرف سید ہاشم جد امجد خاندان سادات صوبہ اُڈیشہ (ہجری 1024)، سید محمد قاسم، سید محی الدین، سید علی رضا عرف سونا میاں، ابوالقاسم عرف نھو میاں، کرم علی، پیتائی بے بے، حاجی سید منظور علی، حضرت سید عبدالستارؓ وحضرت الحاج سید احمد علی عرف حاجی احمدؓ۔

آپ چھوٹے قد، سانولہ رنگ، فربہ بدن اور گول چہرہ پر مشتمل جسم رکھتے تھے۔ کلام اللہ بڑی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے نیز علم طب کا خاص ملکہ رکھتے تھے آپ کی زندگی کا پیشتر حصہ تبلیغ حق اور کیمیا کی تلاش میں گزرا۔ اکثر دیہاتوں نیز صوبہ بنگال تک وعظ کے لیے مسلسل دورہ کیا کرتے تھے۔

جب حضرت مولوی سید عبدالرحیمؓ کٹکی حیدر آباد دکن سے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کا پیغام لیکر سونگڑہ تشریف لائے تو آپ اپنی بیوی کے خالو ہونے کے ناطہ محلہ کوسمہی حضرت مولوی صاحبؓ سے ملنے تشریف لے گئے اور ظہور امام مہدیؑ کا پیغام لے کر اپنے محلہ واپس آرہے تھے کہ محلہ رسول پور کے سرے پر جہاں اس وقت دو آم کے درخت بنام ’’ہزاری ہزاری‘‘ کے پاس حضرت سید نیاز حسینؓ کو پیغام سنایا تو اپنی مومنانہ فراست سے حضرت سید نیاز حسینؓ بول اٹھے کہ ’’اگر عبدالرحیم کہتا ہے تو ضرور سچا ہوگا۔‘‘ نیز فرمایا کہ ’’تم گواہ رہو میں ایمان لایا۔‘‘

حضرت سید عبدالستارؓ نے بتوسط حضرت عبدالرحیمؓ کٹکی 5، جنوری 1900ء سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی تحریری بیعت کر لی۔ ازاں بعد قادیان جاکر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کرنے والے صوبہ اوڈیشہ کے پہلے قافلہ میں شامل ہونے والے سات افراد میں سے ایک تھے۔

(مختصر تاریخ احمدیت جماعت احمدیہ سونگڑہ از محترم محمد زکریا مرحوم، بدر 18 اپریل 1971ء)

آپ کو قرآن کریم سے بے انتہا عشق تھا اور علم طب کے ماہر تھے اس پر مسلسل تحقیق میں لگے رہتے تھے۔ تبلیغ اسلام و احمدیت سے لگن تھی۔

آپ کی شادی محلہ رامکاہ (سونگڑہ) کے ایک جید عالم دین محترم سید حفیظ الدین مرحوم کی صاحبزادی محترمہ غنیمت النساء سے ہوئی تھی افسوس کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کی وفات 18 جون 1909ء بروز جمعۃ المبارک صبح 06 بجے ہوئی۔

(ماخوز از خود نوشتہ ڈائری حضرت سید نیاز حسینؓ اور محترم سید منظور احمد مرحوم برادر زادہ حضرت سید عبدالستارؓ)

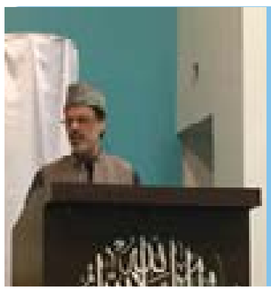

انصر رضا، واقفِ زندگی، کینیڈا

تمہاری زلف میں پہنچی تو۔۔۔

ایک مشہور شعر ہے:

؎ تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

یہ شعر اس وقت پڑھا جاتا ہے جب کوئی شخص اس بات کو اپنے لئے جائز اور مستحسن قرار دے رہا ہو جسے وہ دوسرے کے لئے ناقابل پسندیدہ اور ناجائز سمجھتا ہے۔ غیر احمدی مسلمان علماء کے بہت سے فتاویٰ اور بیانات اسی شعر کے حسب حال ٹھہرتے ہیں۔ جماعت اسلامی کے بانی جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک کتابچہ بنام ’’ختم نبوت‘‘ تحریر فرمایا جس میں منجملہ دیگر دلائل کے ختم نبوت کی اپنی خودساختہ تشریح کے حق میں ’’نئی نبوّت اب امّت کے لئے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے‘‘ کے زیرعنوان ایک دلیل یہ بھی پیش فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں:

’’تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو اس کو مانیں گے وہ ایک امّت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امّت ہوں گے۔ ان دونوں امّتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی اپنا ایک عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر ان کے لئے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے مأخذ الگ الگ ہوں گے۔ کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنّت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے مأخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔ اس بناء پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔ ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ ختم نبوّت امّت مسلمہ کے لئے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امّت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بنا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہوسکتا ہو۔ اب جو شخص بھی محمد ﷺ کو اپنا ہادی اور رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور مأخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہوسکتا ہے۔ یہ وحدت اس امّت کو کبھی نصیب نہیں ہوسکتی تھی اگر نبوّت کا دروازہ بند نہ ہوجاتا کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔ آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہے گی کہ جب تمام دنیا کے لئے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوّت کا دروازہ بند ہوجانا چاہیئے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی ایک ہی امّت بن سکے اور بلاضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امّت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ’’ظلّی‘‘ ہو یا ’’بروزی‘‘۔ ’’امّتی‘‘ ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب، بہرحال جو شخص نبی ہوگا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امّت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو، مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خوامخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امّت نہ بننے دے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ عقل بھی اس کو صحیح تسلیم کرتی ہے۔ اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوّت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہیئے۔‘‘

(رسالہ ختم نبوت۔ صفحہ۔ 35 تا 37)

مودودی صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کا لب لباب یہ ہے کہ ہر نبی کی آمد سے لازمی طور پر انسانوں میں دو ایسے گروہ پیدا ہوجاتے ہیں جن میں سے ایک ایمان لانے والا اور دوسرا انکار کرنے والا ہوتا ہے اور اب اگر امت مسلمہ میں، جو مودودی صاحب کے بقول ایک متحد امت ہے (یا للعجب!) کسی نبی کی آمد کا اقرار کیا جائے تو امت کے اتحاد کے پارہ پارہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ مودودی صاحب اپنی قائم کردہ دعوت یعنی تحریک جماعت اسلامی کے بعینہٖ یہی نتائج وعواقب بیان فرماتے ہیں۔ 26 مارچ 1944ء کو پٹھانکوٹ میں تقریر کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا:

’’اس موقع پر میں ایک بات نہایت صفائی کے ساتھ کہہ دینا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اس قسم کی ایک دعوت کا، جیسی کہ ہماری یہ دعوت ہے، کسی مسلمان قوم کے اندر اٹھنا اس کو ایک بڑی سخت آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ جب تک حق کے بعض منتشر اجزاء باطل کی آمیزش کے ساتھ سامنے آتے رہیں، ایک مسلمان قوم کے لئے ان کو قبول نہ کرنے اور ان کا ساتھ نہ دینے کا ایک معقول سبب موجود رہتا ہے اور اس کا عذر مقبول ہوتا رہتا ہے۔ مگر جب پورا حق بالکل بے نقاب ہو کر اپنی خالص صورت میں سامنے رکھ دیا جائے اور اس کی طرف اسلام کا دعویٰ رکھنے والی قوم کو دعوت دی جائے تو اس کے لئے ناگزیر ہوجاتا ہے کہ یا تو اس کا ساتھ دے اور اس خدمت کو انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑی ہو جو

بقیہ صفحہ 8 پر

ابن الف آرسل

"مقدس منہ" کی خاطر ایک عہد

"نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لخت جگر محمود، پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق، قدرت ثانیہ کا مظہر دوم جب 51-52 سال کی ولولہ انگیز خلافت کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دنیا کے تمام براعظموں تک پہنچا کر اور زمین کے کناروں تک شہرت پاکر 7 اور 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب کو اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو وہ بڑا عجیب لمحہ تھا جس کو الفاظ میں بیان کرنا اس عاجز کے بس کی بات نہیں اسی شام 8 نومبر 1965ء بروز پیر خدائی تقدیر کے عین مطابق نافلہ موعود حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلافت ثالثہ کے عظیم روحانی منصب پر متمکن ہوئے۔

اس سے اگلے روز 9 نومبر 1965ء کو اپنے پیشرو خلیفہ کی نماز جنازہ lead کرتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر 50 ہزار کے مجمع کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا:

"میں چاہتا ہوں کہ نماز جنازہ ادا کرنے سے قبل ہم سب مل کر اپنے رب رؤف کو گواہ بنا کر "اس مقدس منہ" کی خاطر جو چند گھڑیوں میں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونے والا ہے اپنے اس عہد کی تجدید کریں اور وہ عہد یہ ہے کہ ہم دین اور دین کے مصالح کو دنیا اور اس کے سب سامانوں اور اس کی ثروت اور وجاہت پر ہر حال میں مقدم رکھیں گے اور دنیا میں دین کی سر بلندی کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہیں گے"

(حیات ناصر جلد اول صفحہ 362، 363)

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس "مقدس منہ" کے اعلیٰ مقام کے پیش نظر آپ نے نماز جنازہ میں ایک اضافی تکبیر کہی (یعنی 5 تکبیرات کی بجائے 6 تکبیرات) اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں حضرت اماں جان کے پہلو میں تدفین کے بعد لمبی پرسوز دعا کروائی۔

یہ عاجز اس وقت انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کا طالب علم تھا اور لاہور سے ربوہ پہنچ کر خلافت ثالثہ کی پہلی بیعت عام اور اگلے روز اس عہد اور جنازے میں شامل ہوا تھا:

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

15 نومبر 1906ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے خطبہ نکاح کے موقع پر حضرت مولوی نور الدین صاحب بھیروی (جو بعد میں 27 مئی 1908ء کو قدرت ثانیہ کے مظہر اول یعنی خلیفۃ المسیح اولؓ کے عظیم روحانی منصب کے پر فائز ہوئے) نے فرمایا:

"... دیکھو خدا کا مامور ہمارے سامنے موجود ہے اور خود اس مجلس میں موجود ہے ہم اس کے چہرے کو دیکھ سکتے ہیں یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ ہزاروں ہزار ہم سے پہلے گزرے جن کی دلی خواہش تھی کہ وہ اس کے چہرہ کو دیکھ سکتے پر انہیں یہ بات حاصل نہ ہوئی اور ہزاروں ہزار اس زمانہ کے بعد آئیں گے جو یہ خواہش کریں گے کہ کاش وہ مامور کا چہرہ دیکھتے، پر ان کے واسطے یہ وقت پھر نہ آئے گا"

(خطبات نور صفحہ 238، 239)

حضرت مصلح موعود بھی حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کے نظیر تھے اور "مقدس منہ" کے پس پردہ وہی جذبہ کارفرما لگتا ہے جو کاش وہ "مامور کا چہرہ" دیکھ سکتے کے پیچھے کارفرما ہے۔

بہت ہی خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے مسیح موعود کا چہرہ دیکھا اور صحابہ میں شامل ہوئے اور بہت خوش قسمت ہیں وہ جنہوں نے "مقدس منہ" کو دیکھا اور اس کے انصار میں شامل ہوئے وہ بھی اب کم ہوتے جارہے ہیں اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو خلافت پر ایمان رکھتے ہیں اور خلیفہ وقت کی محبت اور اطاعت میں سرشار رہتے ہیں اور اس عہد کی پاسداری کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو مقدس منہ کی خاطر لیا گیا خدا ان کو ضائع نہیں کرے گا ان شاء اللہ۔

یہ عاجز اس مضمون کو خلافت کے 100 سال پورے ہونے پر اس عہد پر ختم کرتا ہے جو ہم نے 27 مئی 2008ء کو خلیفہ وقت حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کیا ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحوں تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن، اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن، اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

بقیہ: تمہاری زلف میں پہنچی تو۔۔۔۔۔۔ از صفحہ 7

امت مسلمہ کی پیدائش کی ایک ہی غرض ہے یا نہیں تو اسے رد کر کے وہی پوزیشن اختیار کرلے جو اس سے پہلے یہودی قوم اختیار کر چکی ہے۔ ایسی صورت میں ان دو راہوں کے سوا کسی تیسری راہ کی گنجائش اس قوم کے لئے باقی نہیں رہتی۔ یہ عین ممکن ہے کہ اس دوٹوک فیصلہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو ڈھیل دے اور اس نوعیت کی یکے بعد دیگرے کئی دعوتوں کے اٹھنے تک دیکھتا رہے کہ وہ ان کے ساتھ کیا روش اختیار کرتے ہیں۔ لیکن بہرحال اس دعوت کی طرف سے منہ موڑنے کا انجام آخر کار وہی ہے جو میں نے آپ سے عرض کر دیا۔ غیر مسلم اقوام کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ لیکن مسلمان اگر حق سے منہ موڑیں اور اپنے مقصد وجود کی طرف صریح دعوت سن کر الٹے پاؤں پھر جائیں تو یہ وہ جرم ہے جس پر خدا نے کسی نبی کی امت کو معاف نہیں کیا ہے۔ اب چونکہ یہ دعوت ہندوستان میں اٹھ چکی ہے۔ اس لئے کم از کم ہندی مسلمانوں کے لئے آزمائش کا وہ خوفناک لمحہ آ ہی گیا ہے۔ رہے دوسرے ممالک کے مسلمان تو ہم ان تک اپنی دعوت پہنچانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اگر ہمیں اس کوشش میں کامیابی ہوگئی تو جہاں جہاں یہ پہنچے گی وہاں کے مسلمان بھی اسی آزمائش میں پڑ جائیں گے۔ میں یہ دعویٰ کرنے کے لئے تو کوئی بنیاد نہیں رکھتا کہ یہ آخری موقع ہے جو مسلمانوں کو مل رہا ہے اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ ممکن ہے ابھی کچھ اور مواقع مسلمانوں کے لئے مقدر ہوں۔ لیکن قرآن کی بنیاد پر میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے یہ وقت ہے ایک نازک وقت۔"

(روداد جماعت اسلامی: روداد اجتماع دارالاسلام: حصہ دوم صفحہ 17 تا 20)

نبی کے آنے سے مومنین اور منکرین کے جن دو گروہوں کے قیام سے مودودی صاحب امت مسلمہ کو ڈرا رہے ہیں اور نبوت کا دروازہ بند کر کے کفر و اسلام کی جس کشمکش سے وہ مسلمانوں کو بچانا چاہتے ہیں، جماعت اسلامی کے قیام سے مسلمانوں کو، جنہیں وہ مسلمان کی بجائے "مسلمان کہلانے والی قوم" کہہ رہے ہیں، انہی دو ناگزیر راہوں کے پیدا ہونے کی خبر دے رہے ہیں اور انہیں اسی آزمائش میں ڈال رہے ہیں جو ان کے بقول ایک نبی کی آمد سے پیدا ہوتی ہے۔ حیرت ہے کہ بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام نبوت کا دعویٰ کریں تو آپ کو پہلے سے پارہ پارہ امت کا اتحاد خطرہ میں دکھائی دے اور جب آپ خود دعویٰ مسیحیت و نبوت کئے بغیر مسلمانوں کو اپنی دعوت پیش کریں تو انہیں انکار کی صورت میں یہودی بننے کا ڈراوا دیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مودودی صاحب نے یہ تقریر 1944ء میں کی جبکہ ختم نبوت کا کتابچہ 1962ء میں تحریر فرمایا۔ گویا 1944ء کی بات چند سال بعد یعنی 1962ء میں ہی بھول گئے یا پھر وہی بات ہے کہ تمہاری زلف میں پہنچی تو...

مدثرہ عباسی۔ لندن

ہادی کو شناخت کرنے کے طریق

وَالنَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی ۙ﴿۲﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی ۚ﴿۳﴾ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ؕ﴿۴﴾ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۵﴾ عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ۙ﴿۶﴾

(سورۃ النجم آیت 2-6)

ان آیات کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

وہ اللہ تعالیٰ جس کی ذاتِ بابرکات میں جسمانی ظلمتوں میں تمہارے آرام کے واسطے ایسے جسمانی سامان بنائے ہیں جن سے تم آرام پاؤ بشرطیکہ ان کی طرف توجّہ کرو۔ اس نے تمہارے ابدی آرام اور روحانی راحتوں کے واسطے تدابیر نہ رکھی ہوں۔ بے ریب رکھی ہیں۔ جسمانی لیل اور چند گھنٹوں کی رات میں اگر کوئی راہنما ستارہ موجود ہے تو اس روحانی لیل اور غموم اور ھموم کی نہایت بڑی لمبی رات کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل نے تمہاری منزلِ مقصود اور جاودانی آرام تک پہنچانے کا راہنما بھی ضرور رکھا ہوگا۔ وہ کون ہے؟ بے ریب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ثبوت۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی ۔ وجہ ثبوت۔ اپنے ہی ملک میں ذرا تجربہ اور بلند نظری سے کام لو۔ نظر کو اونچا کرکے دیکھو یہ شخص تمہارے شرکاء تمہارا ہم صحبتی جس کا نام محمد، احمد، امین ہے اور جس کو تمہارے چھوٹے بڑے انہیں پیارے ناموں سے پکارتے ہیں۔ کیسا ہے؟ کیا تمہارے لیے کافی راہنما نہیں؟ بے ریب ہے، کیونکہ نظریات کا علم ہمیشہ بدیہات سے ہوتا ہے۔ اور غیر معلومہ نتائج تک پہنچنا ہمیشہ معلومہ مقدمات سے ممکن ہے۔ نہایت باریک فلسفی کا پتہ عامہ قواعد سے لگتا ہے۔ جانتے ہو۔ کسی انسان کو انسانِ کامل یقین نہ کرنے کے تین اسباب ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ تم اس شخص کے حالات سے پورے واقف نہیں جس نے ہادی اور انسانِ کامل ہونے کا دعوٰی کیا۔ دوم یہ کہ وہ شخص جس نے ہادیٔ کامل اور انسانِ کامل ہونے کا دعوٰی کیا اسے صحیح علم نہ ہو۔ سوم یہ کہ باوجود علمِ صحیح رکھنے کے اس کی عادت ایسی ہو کہ علمِ صحیح پر عمل نہ کرے۔ سو اس رسول خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان تینوں عیوب میں سے ایک بھی نہیں۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی ۔ یعنی نہ بھولا اور نہ بے علمی سے کام کیا تمہارے ساتھ رہنے والے نے اور نہ کبھی علمِ صحیح کے خلاف کرنے کا ملزم ہوا۔ پہلی وجہ عدمِ تسلیم کا جواب تو یہ ہے کہ چالیس برس کامل کے تجربہ سے دیکھ لو۔ یہ شخص محمد امین (بابی وامّی صلی اللہ علیہ وسلم) بھلا اس میں کوئی عیب رکھنے کی بات ہے۔ دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ مَا ضَلَّ جس کے معنے ہیں کبھی نہ بھولا۔ ہمیشہ تمہاری اور اپنی بہتری کی جو تدبیر نکالی وہ تدبیر آخر مثمر ثمرات نیک ہوئی۔ تیسری وجہ کا جواب دیا۔ وَمَا غَوٰی ۔ چالیس برس تمہارے ساتھ رہا اور تمہارا اصاحب کہلایا مگر کبھی کسی بدعملی کا ملزم ہوا؟ ہرگز نہیں۔ چالیس برس تک جس نے راستی اور راست بازی کا برتاؤ کیا۔ جس کے ہاتھ پر صدیق نے بھی بیعت کی۔ جس کے سینکڑوں مریضوں میں سے ایک بھی تبلیغ احکامِ اسلام میں کذب کا ملزم نہ ہوا۔ وہ جس نے کبھی مخلوق پر افتراء نہ باندھا اب وہ کیا ہماری ذات پاک پر مفتری ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ اگر اپنے پہلے تجارب اور اپنے پہلے معلومات صحیحہ پر نظر کروگے اور اس کے چالیس سال کے برتاؤ سے پتہ لوگے تو یہ نتیجہ نکلے گا۔

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ۔ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی اور سُنو! اس کے علوم اور اس کی ہدایات کسی کمزور معلّم کی تعلیم کا نتیجہ نہیں اور نہ ایسا ہے۔ کہ یہ پورا تعلیم یافتہ نہ ہو۔ اس کی تعلیم تو اس کی نبوّت اور رسالت کا عمدہ نشان ہے۔ اس کی تعلیم بڑے طاقت ور معلم کی تعلیم ہے اور یہ بھی تعلیم کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ کر ٹھیک اور درست ہوچکا ہے۔ یہی معنٰی ہے آیات ثلٰثہ: اور نہیں بولتا اپنی خواہش سے مگر جو بولا وہ الٰہی الہام ہے جو بھیجا گیا۔ جب کوئی ہادی دنیا میں آتا ہے تو اس کی شناخت کے کئی طریقے ہوتے ہیں۔

اوّل۔ جاہل اور بے علم نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ہادی کے لیے ضروری ہے کہ وہ نادان اور بے خبر نہ ہو۔ اب کتاب اللہ کو پڑھو اور دیکھو کہ جو معارف اور حقائق اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ ایسے ہیں کہ کسی جاہل اور نادان کے خیالات کا نتیجہ ہوسکتے ہو۔ سوچو! اور پھر سوچو!!! نادان ایسی معرفت اور روح و راستی سے بھری ہوئی باتیں نہیں کرسکتے۔ دوم۔ وہ ہادی اجنبی نہ ہو۔ کیونکہ ایک ناواقف انسان دور دراز ملک میں جا کر بدکار اور شریر ہونے کے بھی چند روز تصنّع اور ریاکاری کے طور پر اپنے آپ کو نیک ظاہر کرسکتا ہے۔ پس ہادی کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان لوگوں کا واقف ہوں۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوٰی صاف ہے کہ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی ۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہادی یا امام مرشد اپنے سچے علوم کے مطابق عمل درآمد بھی کرتا ہو۔ اوروں کو بتلا دے اور خود نہ کرے۔ پس اس امر کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت فرمایا ہے۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَمَا غَوٰی ۔ حضور کے عمل درآمد کا یہ حال ہے کہ جنابہ صدیقہ علیہا السلام نے ایک لفظ میں سوانح عمری بیان فرمادی۔ کَانَ خُلُقُہُ الۡقُرۡاٰنَ یعنی آپؐ کے اعمال و افعال بالکل قرآن کریم ہی کے مطابق ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک ہادی کی ضرورت اور پھر اس میں جو ضروری اوصاف ہونے چاہئیں۔ پھر ان اوصاف کا اعلیٰ واکمل واتم طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں پایا جانا جس دل آویز و دلنشین پیرائے میں بیان کیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی ان اعجازی خواص میں سے ہے۔ جو بالخصوص اسی کتاب حکیم میں پائے جاتے ہیں۔ پہلے تو وَالنَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی فرما کر جسمانی انتظام سے روحانی نظام کی طرف متوجہ کیا۔ اَلنَّجۡم کے سمت الرّاس سے نیچے ہونے کی وجہ سے مغرب۔ مشرق۔ جنوب۔ شمال کے راستوں کا علم ہوتا ہے۔ جب جسمانی بہتری و بہبودی کے لیے یہ انتظام ہے۔ تو روحانی دنیا میں صِرَاطِ مُسۡتَقِیۡم کی ہدایت کے واسطے کسی اَلنَّجۡم کی ضرورت کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد فرمایا کہ تین وصف اس راہنما میں ہونے ضروری ہے۔ ایک تو وہ خود واقفِ کار ہو۔ اسے نیکی وبدی نافع و ضار کا علم ہو۔ دوم۔ وہ اجنبی نہ ہو۔ اس ملک کے رسم و رواج، مذاق، عادات، حالات سے آگاہ ہو اور اس ملک کے باشندے بھی اس کے کیریکٹر، علم، قابلیت کو خوب جانتے ہوں تاکہ نہ وہ دھوکہ کھائے۔ نہ اس کے بارے میں احتمال ہو کہ یہ ہمیں دھوکہ دے گا؟ سوم عالم باعمل ہو۔ اپنے علم کو اپنی اور اپنے بھائی بندوں کی اصلاح میں خرچ کرنے والا ہو۔ نہ یہ کہ وہ اپنے علم سے مفاسد و شرارت کو بڑھانے والا ہو۔ یہ اوصاف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلیٰ درجے کے انتہائی کمال کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ آپؐ کا علم ایسا کہ شدید القویٰ نے آپؐ کو سکھایا۔ وھُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی کا خطاب پا کر یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتَابَ وَالۡحِکۡمَۃَ (الجمعۃ:3) آپ کی شان میں آیا۔ پھر جو کچھ آپ نے فرمایا۔ وہ ھَوٰی نہیں تھا۔ بلکہ وَحۡیٌ یُّوۡحٰی تھا۔ اس لیے آپ پر مَا ضَلَّ خوب صادق آتا ہے۔ اور اجنبی نہیں۔ اس کے لیے صَاحِبُکُمۡ فرمایا۔ عرب کے عمائد و اہل الرائے آپ کے مکارمِ اخلاق کے مقرّ تھے۔ آپؐ نے اپنے اعلیٰ کیریکٹر کا دعویٰ بڑی تحدی سے پیش کیا اور فرمایا۔ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس:17) امین کا لقب تو آپؐ پا ہی چکے تھے اور یہ کہ آپ اپنے علم سے لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ واقعات اس کی تصدیق کر رہے تھے۔ وہ لوگ جو زنا۔ شراب۔ جوآبازی جیسے بدترین گناہوں کو اپنی مجالس میں بڑے فخر کے ساتھ ذکر کرتے تھے۔ وہ اپنے کیے پر نادم ہوئے اور شراب کے پانچ بلکہ آٹھ وقتوں کی بجائے اتنے وقتوں کی نمازیں پڑھنے لگے۔ ایسا ہی ہر بدی کو چھوڑ کر اس کے مقابلہ میں انہوں نے ایک نیکی اختیار کرلی۔ پس مَا غَوٰی آپؐ پر صادق آیا۔

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 24 تا 26)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

چلتا رہا۔ کپورتھلہ کے بہت سے دوست فکرمند تھے اور گھبرا گھبرا کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دوستوں کے فکر اور اخلاص سے متاثر ہو کر ایک دن ان کی درخواست پر غیرت کے ساتھ فرمایا: گھبراؤ نہیں! اگر مَیں سچا ہوں تو یہ مسجد تمہیں مل کر رہے گی۔ مگر عدالت کی نیت خراب تھی اور جج کا رویہ بدستور مخالفانہ رہا۔ آخر اس نے عدالت میں برملا کہہ دیا کہ ’’تم لوگوں نے نیا مذہب نکالا ہے۔ اب مسجد بھی تمہیں نئی بنانی پڑے گی اور ہم اسی کے مطابق فیصلہ دیں گے‘‘۔ مگر ابھی اس نے فیصلہ لکھا نہیں تھا اور خیال تھا کہ عدالت میں جا کر لکھوں گا۔ اس وقت اس نے اپنی کوٹھی کے برآمدہ میں بیٹھ کر نوکر سے بوٹ پہنانے کے لئے کہا۔ نوکر بوٹ پہنا ہی رہا تھا کہ جج پر اچانک دل کا حملہ ہوا اور وہ چند لمحوں میں ہی اس حملہ میں ختم ہوگیا۔ اس کی جگہ جو دوسرا جج آیا تو اس نے مسل دیکھ کر احمدیوں کو حق پر پایا اور مسجد احمدیوں کو دلا دی۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 125-126)

(خطبہ جمعہ 13/ جون 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ ﴿۱۴﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۵﴾

(الزخرف: 14-15)

ترجمہ: پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیرنگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

یہ قرآنِ مجید میں مذکورسفر شروع کرنے سے پہلے کی بہت پیاری اور مبارک دعا ہے۔ آنحضور ﷺ بھی یہ مبارک دعا سفر سے پہلے کیا کرتے تھے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سفر شروع کرنے سے پہلے قرآن کریم میں بعض دعائیں بھی سکھائی ہیں جو نہ صرف آرام دہ سفر کا ذریعہ بنتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بھی بڑھاتی ہیں اور آنحضرت ﷺ ہر سفر شروع کرنے سے پہلے دعائیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُہُوۡرِہٖ ثُمَّ تَذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ رَبِّکُمۡ اِذَا اسۡتَوَیۡتُمۡ عَلَیۡہِ وَ تَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ ﴿۱۴﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۱۵﴾ (الزخرف: 14-15) سواریوں کا ذکر چل رہا ہے۔ پھر فرمایا تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر جم کر بیٹھ سکو، پھر جب تم ان پر اچھی طرح قرار پکڑلو تو اپنے ربّ کی نعمت کا تذکرہ کرو اور کہو پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیرنگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 11/ اپریل 2008ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

ضروری اعلان
تاریخ جلسہ ہائے سالانہ جماعت احمدیہ عالمگیر (حصہ دوم)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے روزنامہ الفضل آن لائن کو جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقع پر ایک خصوصی شمارہ شائع کرنے کی توفیق نصیب ہوئی جس میں مختلف ممالک میں منعقد ہونے والے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ پیش کی گئی تھی۔ اس خصوصی شمارے میں دنیا کے 13 ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ شامل اشاعت تھی جسے قارئین کرام نے بے حد پسند کیا۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت اور دعا سے روزنامہ الفضل آن لائن ان شاء اللہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر چند مزید ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ کی مختصر تاریخ پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جسے ''تاریخ جلسہ ہائے سالانہ عالمگیر (حصہ دوم)'' کا نام دیا جائے گا۔ اس ضمن میں احباب کرام کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ قارئین کی سہولت کے لئے ''تاریخ جلسہ ہائے سالانہ عالمگیر (حصہ دوم)'' کو ایک شمارہ میں شائع کرنے کے بجائے 5 اقساط میں شائع کیا جارہا ہے جو ان شاءاللہ مؤرخہ 5اکتوبر 2021ء سے 9اکتوبر 2021ء تک روزنامہ الفضل آن لائن کی زینت بنے گا۔ اس جدت کا واحد مقصد جلسہ سالانہ کے پرکیف روحانی سرور کو زیادہ دیر تک دلوں میں قائم رکھنا اور برابری کی سطح پر روزانہ الفضل کا مطالعہ کرنا ہے۔ معزز قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہمیں اپنی رائے اور تجاویز سے ضرور نوازیں کیونکہ روزنامہ الفضل آن لائن آپ کا اپنا اخبار ہے اور آپ ہی فی الحقیقت اس کا سرمایہ ہیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحۡسَنَ الۡجَزَآءِ وَ کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمۡ۔ (ایڈیٹر)

اعلان نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 11/ ستمبر 2021ء بعد نماز عصر، مسجد مبارک اسلام آباد، ٹلفورڈ یوکے میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرما کر ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ تمام فریقوں کے لئے یہ رشتے مبارک کرے۔ ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے تمام فریق مبارکباد قبول کریں۔

* عزیزہ تحسین اعجاز بنت مکرم اعجاز احمد صاحب ہمراہ عزیزم حافظ حسیب احمد ابن مکرم فرید احمد صاحب
* عزیزہ ثمین خالد بنت مکرم خالد رشید صاحب (شہید۔ کوئٹہ) ہمراہ عزیزم زکی احمد ابن مکرم فضل احمد ڈوگر صاحب (کارکن جامعہ احمدیہ یوکے)
* عزیزہ رمشا الیاس بنت مکرم محمد الیاس صاحب ہمراہ عزیزم مرزا دانیال احمد
* عزیزہ رُبیشہ احمد (واقفۂ نو) بنت مکرم احمد نوید داؤد صاحب (لندن۔ یوکے) ہمراہ عزیزم ابتسام احمد (واقفِ نو) ابن مکرم اکرام اللہ بھٹی صاحب (لندن۔ یوکے)
* عزیزہ نائلہ محمود (واقفۂ نو) بنت مکرم اقبال محمود صاحب ہمراہ عزیزم عمر احمد ابن مکرم عبدالرحیم صاحب

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بڑوں کا ادب

مجلس میں بزرگ افراد کے تشریف لانے پر ان کے لیے آرام دہ جگہ پیش کرنا مجلس کے آداب کے ساتھ بڑوں کے ادب کے زمرے میں بھی آتا ہے۔ بعض دفعہ اجلاس میں جگہ زیادہ نہیں ہوتی ایسی صورت میں کم عمر افراد کا احتراماً کھڑے ہو کر اپنی جگہ پیش کرنا ایک مستحسن امر ہے۔ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ جوان افراد آرام سے کرسیوں پر بیٹھے ہیں اور بزرگ جنہیں گھٹنوں کے یا اور کئی مسائل درپیش ہیں تکلیف دہ صورت میں نیچے بیٹھے ہیں۔ اس لیے بڑوں کے لیے فوراً اپنی جگہ خالی کر کے پیش کرنا نیکی میں شامل ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

24 ستمبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	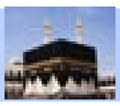	04:54	18:15
مدینہ منورہ	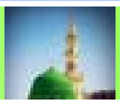	04:53	18:16
قادیان		04:57	18:23
ربوہ	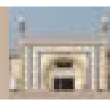	04:36	18:03
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:23	18:57